ببابہ مجلس شیخ الحدیث

افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ

ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

صحبتے با اہل حق

علمی و روحانی ترقی کے تین اصول

۱۴ جولائی ۸۵ء - بعد العصر مجلس فیض و برکت میں حاضری کی توفیق ہوئی۔ دار العلوم کے بعض اساتذہ، طلبہ اور دور دراز سے آئے ہوئے مہمانوں کا ہجوم تھا، مجھ پر نظر پڑی، تو قریب بلایا نئے تعلیمی سال کی مناسبت سے دار العلوم کے انتظامی تعلیمی اور طلبہ کی اخلاقی تربیت سے متعلق بعض ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔

طالبانِ علوم نبوت کی علمی و روحانی ترقی، حصولِ کمال، علم میں پختگی اور خدمتِ دین اور اشاعتِ فیض کی دعائیں فرماتے رہے۔ اور اسی دوران یہ بھی ارشاد فرمایا۔ جب تحصیل علم کے دوران تین آداب کو ملحوظ رکھا جائے تب صلاحیت نکھرتی، استعداد جلا پاتی اور علمی و روحانی ترقیاں حاصل ہوتی ہیں۔

۱- استاد کا ادب ۲- مسجد اور درس گاہ کا ادب ۳- کتاب کا ادب۔

محب یا محبوب

ارشاد فرمایا، ادب قلبی کیفیت اور باطنی محبت کا مظہر ہوتا ہے اس لئے تحصیل علم کے دوران طالب علم کے لئے چاہیئے کہ اپنے استاد کی محبت کو دل کی اتھاہ گہرائیوں میں جگہ دے اور اس کا دل وجان سے عاشق بن جائے۔ یا اعمال اور خلوص و محبت کا ایسا مظاہرہ کرے کہ استاد کے دل میں جگہ پالے اور استاد کا محبوب بن جائے۔

مگر پہلی صورت کہ اپنے استاد سے عشق و محبت اور وارفتگی میں دیوانگی و جنون کی حد تک پہنچ جائے دوسری صورت کی نسبت بے حد نافع اور مفید ہے۔ ایسے طلبہ علم بھی حاصل کر لیتے ہیں اور ان کا فیض بھی زیادہ پھیلتا ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ عظمت، مقام و مرتبہ، خدمت و اشاعت دین اور فیض و افادہ میں تمام صحابہؓ سے بڑھ کر ہیں جب کہ حسنینؓ گو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں لاریب صحابی، خاندان نبوت کے چشم و چراغ ہیں علم و فضل اور رتبہ و مقام کے لحاظ سے عظیم تر مقام پر فائز ہیں۔ مگر اس کے باوجود حضرت صدیق اکبرؓ کے مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔

وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طالبِ مخلص اور عاشق صادق تھے۔

ان کی ہر ادا، عاشقانہ، اور حضورؐ سے تعلق کا ہر پہلو دیوانگی کی حد تک محبانہ تھا۔ ان کے عشق و محبت اور پُرخلوص وارفتگی کے واقعات سے سیرت و تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ جب کہ حضرت حسنینؓ خونی رشتہ کے ناطے حضور اقدسؐ کے نواسے اور مطلوب و محبوب تھے۔ اس لئے فیض و افادہ، اور خدمت و اشاعتِ دین کے جو بلند مقام حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاصل ہوا وہ حضرات حسنینؓ کو حاصل نہ ہوسکا۔

برادرانِ یوسف کی تمثیل سے مسئلہ کی وضاحت | ارشاد فرمایا۔ برادرانِ یوسفؑ، چاہتے تھے کہ حضرت یوسفؑ کی طرح وہ بھی اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام (جوان کے شیخ و مربّی اور استاد بھی تھے) کے مطلوب و محبوب بن جائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اور اس مرتبۂ محبوبیت تک رسائی کے لئے ان سے باوجود علم و فضل اور دانائی کے یہ اجتہادی غلطی ہوئی کہ انہوں نے حضرت یوسفؑ کو راستے سے ہٹا دینے کا فیصلہ کر لیا، اور انہیں کنوئیں میں ڈال دیا۔ یہ اس لئے نہ تھا کہ وہ اپنے والد سے مال، جائیداد، باغات یا سونا و چاندی اور حصولِ سلطنت اور میراث و ترکے کے خواہشمند تھے۔ بلکہ ان کی غرض صرف یہی تھی کہ جب یوسف علیہ السلام راستہ سے ہٹ جائیں گے تو حضرت یعقوبؑ کی توجہ و عنایت اور شفقت و محبت ان ہی پر مبذول ہوگی اور اس طرح وہ حضرت یعقوبؑ کے محبوب بن جائیں گے۔ اس طرح ان کے نظرِ کرم اور توجہ و شفقت سے وہ بھی ایک روحانی ترقی حاصل کر لیں گے۔ اور صالحین بن جائیں گے۔

اقتلوا یوسف او اطرحوہ ارضاً یخلُ لکم وجہ ابیکم وتکونوا من بعدہٖ قوماً صالحین ۰

(سورۂ یوسف آیت ۹)

ترجمہ۔ مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی ملک میں کہ خالص رہے تم پر توجہ تمہارے باپ کی اور رہو رہنا اس کے بعد نیک لوگ۔

مگر یہ ان سے اجتہادی خطا ہوئی۔ کسی کی نظروں میں آنے اور محبوب بننے کا یہ طریقہ نہیں جو برادرانِ یوسفؑ نے اختیار کیا تھا۔ بلکہ کسی کے محبوب و مطلوب بننے کے لئے بھی پہلی صورت کا اختیار کرنا ناگزیر ہے۔ خدمت، اطاعت، خلوص محبت، وارفتگی، جاں نثاری اور جاں سپاری کے بعد محبِ صادق، محبوب کے دل میں جگہ پاکر اپنے محبوب کا بھی محبوب بن جاتا ہے۔

چونکہ برادرانِ یوسفؑ عشق و محبت اور اطاعت و جاں نثاری اختیار کئے بغیر محبوب بننا چاہتے تھے اس لئے ان کا فیض و افادہ بھی کم رہا۔ اگر محبوب بننے کے بجائے محب بن جاتے، وفاداری اور عشق و محبت کا مظاہرہ کرتے تو یقیناً ان کو بھی روحانی بلندیاں حاصل ہوجاتیں۔

دعائیں حاصل کرنے کا وقت | اسی مجلس میں یہ بھی ارشاد فرمایا۔ استاذ العلماء مولانا رسول خانؒ صاحب

دارالعلوم دیوبند میں دورانِ درس اکثر فرمایا کرتے :-

کہ دیوبند میں ہزاروں طلبہ نے ہم سے سبق پڑھا مگر طلبِ علم کے ایام میں نہ ہمارے قریب آتے نہ اپنا تعارف کرایا نہ استاد کو پہچانا ۔ بس ضابطے کا تعلق رکھا گھنٹہ میں حاضر رہے پھر چلے گئے ۔ جب یہاں سے فارغ ہوتے ، سندلی تدریس تبلیغ اور قضاء وغیرہ کی ذمہ داری سر پر آئی تو لگے ہم کو خط لکھنے ، کہ دعا کرو کہ خدا ہمیں کامیاب کرے اور شرمندگی و رسوائی سے بچائے ۔

دعائیں تو ہم اس وقت بھی کر دیتے ہیں اور دل سے کرتے ہیں اور ان کی طالب علمی کے زمانے میں بھی کرتے تھے ۔ مگر جب دعا لینے کا وقت تھا اس وقت تو سامنے آئے نہیں استاد کو پہچانا نہیں جب وقت چلا گیا تو لگے دعائیں حاصل کرنے ۔

مشتبہ چیز سے اجتناب | ۱۴ر جولائی ۱۹۸۵ء ۔ ایک فوجی کرنل دفترِ اہتمام میں حاضر خدمت ہوئے ان کے ہمراہ دوسرے فوجی افسر بھی تھے ۔

فوجی کرنل نے حد درجہ خلوص و محبت سے درخواست پیش کی ، میری ایئر کنڈ یشنڈ کار ہے بھیج دیا کروں گا جو دارالعلوم کے اوقات کار میں آپ کو گھر سے لایا اور لے جایا کرے گی ۔ اس کے علاوہ آپ جب اسمبلی کے اجلاس کے لئے راولپنڈی جائیں یا اکوڑہ سے باہر کہیں جانے کا کوئی سفر درپیش ہو تو میری موٹر حاضر ہے اور میں اسے اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں ۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حکیمانہ انداز سے ان کی اس پیش کش کو قبول کرنے سے معذوری کر دی اور فرمایا ۔ آپ ہرگز موٹر بھیج کر تکلیف نہ کریں سواری مل جاتی ہے اور جب بھی ایسی کوئی ضرورت پیش آئی تو ہم خود آپ کو اطلاع کر دیں گے ۔

میں حیران تھا کہ جب حضرت کے پاس اپنی سواری نہ ہونے کی وجہ سے موٹر کی ضرورت بھی ہے ضعف و علالت ، شدت کی گرمی اور عمر کے طبعی تقاضوں کے پیش نظر ایئر کنڈیشنڈ موٹر ہی ہونی چاہیئے اور جب ایک شخص آیا ہی اس لیے ہے کہ وہ حضرت کی خدمت کے لئے اپنی موٹر پیش کرے جب کہ وہ ایئر کنڈیشنڈ بھی ہے اور حضرت کے لئے موزوں بھی ، مگر پھر بھی آپ انکار کر رہے ہیں ۔ جب مہمان چلے گئے تو میں حضرت مدظلہ سے کسی نہ کسی طرح اس انکار و معذرت کی وجہ معلوم کرنا چاہتا تھا ۔ باتیں چھیڑیں عنوان بدلے ، آخر یہ بات معلوم کر لی کہ ان کی پیش کش قبول کرنے سے کس لئے معذرت کر دی گئی ۔ وجہ یہ تھی :-

کہ ان کی موٹر اپنی نہ تھی سرکاری تھی حضرت مدظلہ نہیں چاہتے تھے کہ جس گاڑی کے استعمال کی انہیں صرف سرکاری امور میں استعمال کرنے کی اجازت ہو وہ گاڑی غیر سرکاری کاموں میں استعمال کی جائے ۔

حقائق السنن (تقریری تہذیبی) پر کام کرنے کا اہتمام | ۲۰ر فروری ۱۹۸۴ء ۔ آج شدت کی سردی تھی ، بارش

برس رہی تھی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ قریبی علاقوں میں برف پڑ رہی تھی۔ سردی ناقابل برداشت تھی۔ خیال تھا کہ آج حضرت شیخ الحدیث مدظلہ گھر سے تشریف نہ لاسکیں گے۔ اور عصر کی مجلس قائم نہ ہوسکے گی۔ اور نہ مسودات ترمذی پر کام ہوسکے گا۔ تاہم حضرت مدظلہ کے حسب معمول تشریف لانے کا احتمال بھی تھا۔ اس لئے خود کمبلوں میں لپیٹ کر قدیم دارالعلوم حقانیہ (مسجد حضرت شیخ الحدیث) میں حاضر خدمت ہوا، آپ حسب معمول تشریف لائے تھے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا۔

شدت کی سردی اور ٹھنڈی ہوا سے موسم بے حد خراب ہے ڈاکٹر بھی کہتے ہیں کہ ایسے موسم میں احتیاط برتی جائے کہ فالج کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مگر آپ کے آنے کا خیال غالب تھا کہ دارالعلوم سے آپ سردی میں مسودات لاکر آئے ہوں گے۔ اس احساس کی بنا پر خدا کی ذات پر بھروسہ کرکے نکل آیا ہوں۔ حاضرین سے فرمایا دعا کریں کہ اللہ پاک تقریر ترمذی کی تکمیل کا کام آسان کردے اور باحسن وجوہ اس کی تکمیل کی توفیق ارزانی فرمادے۔ زیربحث "باب التیمم" تھا۔ مسودہ سنا، جگہ جگہ اصلاح فرمائی۔

اذان میں بلالؓ کی اور امامت میں حضورؐ کی نیابت ہے

اسی روز جنوبی وزیرستان سے دارالعلوم کے ایک فاضل سید مرجان برکی بھی اپنے رفقاء کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر خدمت تھے۔ انہی کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ :-

مؤذنی سے امامت افضل ہے، اذان دینا اپنی جگہ اہم، ضروری فضل و شرف اور ثواب عظیم کا باعث ہے۔ مگر امامت اس سے بڑھ کر افضل اور موجب ثواب وخیر و برکت ہے۔ اذان میں حضرت بلالؓ کی نیابت ہے اور امامت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ہے۔

قرآن پڑھانے کی فضیلت

سید مرجان نے عرض کی حضرت آپ کی دعاؤں کی برکت سے وہیں اپنے شہر میں بچوں کو قرآن پڑھانے کی خدمت کا موقع بھی اللہ پاک نے مرحمت فرمایا ہے۔ تو ارشاد فرمایا :-

آپ جو نابالغ بچوں کو قرآن پڑھا رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ انہیں مسلمان بنا رہے ہیں بچہ کلمہ سیکھنے سے پہلے مسلمانی سے ناواقف ہوتا ہے پھر کلمہ پڑھ لینے اور اسلامی فکر اپنا لینے سے گویا مسلمان ہو جاتا ہے اگر آپ کو اللہ نے ہزار بچوں کو قرآن پڑھا دینے کی سعادت بخش دی ہے تو کل روز محشر میں جب پوچھا جائے گا کہ کیا لائے ہو تو آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ پیش کردیں گے کہ اے اللہ! آپ کے فضل و کرم اور مہربانی و توفیق سے ایک ہزار بچوں کو قرآن پڑھایا۔ گویا ایک ہزار افراد کو مسلمان بنایا اور اب وہی پیش خدمت ہیں۔ تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر خصوصی انعامات سے نوازے جاؤ گے وہ تو ہمارے تصور سے بھی باہر ہیں :